بہار تحریر

تیسرا حصہ 3

علمی، تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل
ایک مختصر رسالہ



عبد مصطفی

بہار تحریر
(تیسرا حصہ)

محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی
(عبد مصطفی)

عبد مصطفی آفیشل

رسالے کا نام : بہار تحریر

کاوش : محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی (عبد مصطفی)

زبان : اردو

صفحات : 39

ناشر : عبد مصطفی آفیشل

سنہ اشاعت : شوال 1440ھ

قیمت :

فہرست

تحریر 1 تا 50 کے لیے "بہار تحریر" کا پہلا اور دوسرا حصہ دیکھیں

دعائے مصطفیٰ ﷺ اور حضرت امیر معاویہ

نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے ہادی و مہدی بنا، اسے ہدایت دے اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

(1) سنن ترمذی، ج5، ص687، ر3842

(2) التاریخ الکبیر، ج5، ص240، ر791

(3) الطبقات الکبری، ج7، ص292، ر3746

(4) مسند احمد بن حنبل، ج29، ص426، ر1789

(5) التاریخ الکبیر (السفر الثانی)، ج1، ص349

(6) الآحاد والمثانی، ج2، ص358، ر1129

(7) السنۃ، ج2، ص450، ر697، 699

(8) معجم الصحابہ، ج4، ص490، ر1948

(9) معجم الصحابہ، ج2، ص146

(10) المعجم الاوسط، ج1، ص205، ر656

(11) مسند الشامیین، ج1، ص181، ر311

(12) الشریعہ، ج5، ص2436، ر1915

(13) طبقات المحدثین، ج2، ص343

(14) فوائد، ص211، ر452

(15) تاریخ اصبھان، ج1، ص221

(16) معرفۃ الصحابہ، ج4، ص1836، ر4634

(17) حلیۃ الاولیاء، ج8، ص358

(18) جزء فی احادیث من مسموعات، ص51

(19) تالی تلخیص المتشابۃ، ج2، ص539، ر328

(20) الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنۃ، ج2، ص404، ر379

(21) تاریخ دمشق، ج59، ص80 تا 83

(22) الاحکام الشرعیة الکبری، ج4، ص428

(23) جامع الاصول، ج9، ص107

(24) اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، ج5، ص155، ر4985

(25) تھذیب الاسماء واللغات، ج2، ص104

(26) مشکوٰۃ المصابیح، ج3، ص1758، ر6244

(27) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج17، ص322

(28) سیر اعلام النبلاء، ج3، ص125، 126

(29) معجم الشیوخ الکبیر، ج1،ص155

(30) تاریخ اسلام، ج4، ص301

(31) الوافی بالوفیات، ج18، ص124

(32) جامع المسانید، ج5، ص536

(33) البدایہ والنھایہ، ج8، ص129

(34) اتحاف المھرۃ بالفوائد المبتکرۃ من اطراف العشرۃ، ج10، ص625، ر13513

(35) اطراف المسند، ج4، ص268، ر5869

(36) تاریخ الخلفاء، ص152

(37) الصواعق المحرقہ، ص310

(38) مکتوبات (امام مجدد الف ثانی)، مکتوب251، دفتر اول، ج1، ص58

(39) انسان العیون، ج3، ص136

(40) سمط النجوم، ج3، ص155

(41) ازالۃ الخفاء، ج1، ص571، 572

(42) الناھیۃ، ص15

خیال رہے! یہ دعا اس ذات نے فرمائی ہے جس کے غلام مستجاب الدعوات ہیں۔

(ماخذ: من ھو معاویہ از علامہ لقمان شاہد صاحب قبلہ)

دورجسٹر

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں- آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کس چیز سے متعلق ہیں؟

ہم نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی ہمیں بتائیں-

حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں اہل جنت کے نام ہیں، ان کے آباؤ اجداد اور قبیلوں کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں مہر لگا دی گئی ہے- ان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اور کمی نہیں ہو سکتی-

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود کتاب کے بارے میں اسی طرح کے الفاظ اہل جہنم کے متعلق ارشاد فرمائے-

(ملخصاً و ملتقطاً: الجامع الترمذی،

باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ و اھل النار، ح2141)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک کتاب میں تمام جنتیوں اور دوسری کتاب میں جہنمیوں کے نام، ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام کیسے موجود ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ کتابیں حضور ﷺ کے ہاتھوں میں تھیں اور صحابہ کرام نے انھیں دیکھا بھی لہذا ظاہر ہے کہ کتاب کا حجم مختصر ہوگا یعنی کتاب کی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی مختصر ہوگی جب کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ایک مختصر سی کتاب میں عقلاً نہیں آ سکتے اور حضور ﷺ کا فرمان بھی غلط نہیں ہو سکتا.........!

حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م1131ھ) اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کتابت سے مراد تحریری شکل نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے کتاب کے اوراق کی طرف توجہ فرمائی تو اہل جنت و جہنم کے تمام نام آپ ﷺ کو دکھائی دیے- اس کی مزید وضاحت یوں کی جا سکتی ہے

کہ جس وقت حضور ﷺ کسی بھی چیز پر نظر مبارک ڈالتے ہیں تو آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا لیے جاتے ہیں- اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کامل ترین روحانی بصیرت عطا فرمائی ہے اور جب یہ روحانی بصیرت آپ کی ظاہری بصارت کے ساتھ مل جائے تو آپ ﷺ کی ظاہری آنکھوں کے سامنے سے بھی تمام حجابات ہٹ جاتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کسی بھی محجوب چیز کو اسی شے میں دیکھ لیتے ہیں جو اس وقت آپ ﷺ کے سامنے موجود ہو-
بالفرض اگر آپ کے سامنے کوئی دیوار موجود ہو تو آپ دیوار میں (بھی) اس چھپی چیز کا مشاہدہ فرمائیں گے اور اگر اس وقت آپ کا دست اقدس آپ کے سامنے ہو گا تو وہی چیز آپ کو اپنے ہاتھ میں نظر آئے گی اور اگر آپ کے سامنے کوئی کاغذ موجود ہو تو وہ چھپی چیز آپ کو کاغذ میں نظر آئے گی-

(ملتقطاً: الابریز، سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی، ص97، 98)

مذکورہ تشریح کو سامنے رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ کتابیں کسی عام انسان کو دے دی جائیں تو وہ اس میں اہل جنت و جہنم کے ناموں کو نہیں دیکھ پائے گا-
کتاب تو ہے پر دیکھنے والی آنکھ بھی چاہیے-

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

رمضان کا آخری جمعہ اور قضا نماز

کچھ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ رمضان کے آخری جمعے کو چند رکعتیں پڑھنے سے پوری عمر کی قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں- بعض جگھوں پر تو اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے مانو کوئی بمپر آفر آیا ہو-

ایک مرتبہ میں نے اپنے محلے کی مسجد میں دیکھا کہ ایک اشتہار لگا ہوا ہے جس میں پوری عمر کی قضا نمازوں کو چٹکی میں معاف کروانے کا طریقہ لکھا ہوا تھا اور تائید میں چند بے اصل روایات بھی لکھی ہوئی تھیں....،

میں نے فوراً اس اشتہار کو وہاں سے ہٹا دیا اور اس کو لگانے والے کے متعلق دریافت کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا-

ایسا آفر دیکھنے کے بعد وہ لوگ جن کی بیس تیس سال کی نمازیں قضا ہیں، اپنے جذبات پر قابو نہیں کر پاتے اور اصل جانے بغیر اس پر یقین کر لیتے ہیں- اس طرح کی باتیں بالکل غلط ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں ہے؛ علماے اہل سنت نے اس کا رد کیا ہے اور اسے ناجائز قرار دیا ہے-

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ جاہلوں کی ایجاد اور محض ناجائز و باطل ہے-

(انظر: فتاوی رضویہ، ج7، ص53، ط رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اہل سنت ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ آخری جمعہ میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا ہے اور اس میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی بھی قضائیں اتر جاتی ہیں محض باطل و بدعت سیئہ شنیعہ ہے، کسی معتبر کتاب میں اس کا اصلاً نشان نہیں-

(ایضاً، ص418، 419)

صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ شب قدر یا رمضان کے آخری جمعے کو جو یہ قضاے عمری جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں، یہ باطل محض ہے۔

(بہار شریعت، ج1، ح4، ص708، قضا نماز کا بیان)

حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے بھی اس کا رد کیا ہے اور اس کا تائید میں پیش کی جانے والی روایات کو علامہ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ کے حوالے سے موضوع قرار دیا ہے۔

(فتاوی امجدیہ، ج1، ص272، 273)

علامہ قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگ شب قدر یا آخر رمضان میں جو نماز قضاے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضاؤں کے لیے یہ کافی ہے، یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے۔

(قانون شریعت، ص241)

حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض علاقوں میں جو یہ مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کو چند رکعات نماز قضاے عمری کی نیت سے پڑھتے ہیں اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ یہ پوری عمر کی قضا نمازوں کے قائم مقام ہے، یہ غلط ہے۔ جتنی بھی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو الگ الگ پڑھنا ضروری ہے۔

(وقار الفتاوی، ج2، ص134)

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ بعض انپڑھ لوگوں میں مشہور ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ایک دن کی پانچ نمازیں وتر سمیت پڑھ لی جائیں تو ساری عمر کی قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں اور اس کو قضاے عمری کہتے ہیں، یہ قطعاً باطل ہے۔ رمضان کی خصوصیت، فضیلت اور اجر و ثواب کی زیادتی ایک الگ بات ہے

لیکن ایک دن کی قضا نمازیں پڑھنے سے ایک دن کی ہی ادا ہوں گی ساری عمر کی ادا نہیں ہوں گی-

(شرح صحیح مسلم، ج2، ص352)

ثابت ہوا کہ ایسی کوئی نماز نہیں ہے جسے پڑھنے سے پوری عمر کی قضا نماز ادا ہو جائے- یہ جو نماز پڑھی جاتی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے- یہ ناجائز و باطل ہے-

رَٹّامارمقرر

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس کا ایک دوست بیمار ہو گیا تو عیادت کے لیے اس نے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا ارادہ کیا- بھیجتے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کی:
بیٹا! جب وہاں داخل ہو جاؤ تو اونچی جگہ بیٹھنا اور مریض سے پوچھنا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں فلاں تکلیف ہے، تو جواب میں کہنا کہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گے- پھر پوچھنا کہ کون سے حکیم سے علاج کرواتے ہو؟ جب وہ کسی حکیم کا نام لے تو کہنا کہ اچھا ہے، مبارک ہے- پھر کہنا کہ غذا (کھانے) میں کیا استعمال کرتے ہو؟
جب وہ کسی غذا کا نام بتائے تو کہنا کہ اچھا کھانا ہے، بہتر غذا ہے-

بیٹا اپنے باپ کی نصیحتوں کو سن کر عیادت کے لیے وہاں پہنچا تو مریض کے سامنے ایک مینار تھا، وہ نصیحت کے مطابق اس پر بیٹھا تو اچانک وہاں سے گر پڑا اور مریض کے سینے پر جا پڑا اور اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر دیا- پھر مریض سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟
مریض نے کہا کہ مرض الموت میں ہوں- اِس نے کہا کہ انشاء اللہ بہت جلد نجات پاؤ گے!
(یعنی جانے کا وقت قریب ہے)
پھر پوچھا کہ کس حکیم سے دوائی لیتے ہو؟
مریض نے کہا کہ ملک الموت!
اس نے کہا کہ مبارک ہے، با برکت ہے- پھر پوچھا کہ کون سی غذا استعمال کرتے ہو؟
مریض نے کہا کہ مارنے والا زہر! اِس نے کہا کہ بہت مزے دار اور اچھی غذا ہے!

(ملخصاً: اخبار الحمقی والمغفلین مترجم،
ص278، 279، ط کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

فی زمانہ اکثر مقررین کا معاملہ بھی اس سے کافی ملتا جلتا ہے- مذکورہ بیٹے نے جس طرح اپنے باپ کی نصیحت کو سمجھنے کی بجائے رٹ لیا اسی طرح ہمارے جوشیلے مقررین "بارہ تقریریں" اور "پچیس خطبات" وغیرہ رٹ کر میدان تقریر میں اتر جاتے ہیں اور پھر انجام کا اندازہ آپ مذکورہ بالا واقعے سے لگا سکتے ہیں-

رِی مِکُس نعت - عشق یا توہین

یہ بیان کرتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے کہ کچھ لوگوں نے نعت رسول جیسی مقدس شے کو بھی
کھیل کود اور ناچنے گانے کا ذریعہ بنا لیا ہے! ایک ایسی بلَا ہمارے معاشرے میں اتری
ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے-

ہم بات کر رہے ہیں "رِی مِکُس نعت" کی؛ اس میں ہوتا یہ ہے کہ اصل نعت کو کچھ سافٹ
ویئرز کے ذریعے رِی مِکُس کیا جاتا ہے یعنی اس میں جدید مزامیر کی آواز کو ملایا جاتا
ہے جس طرح فلمی گانوں میں مزامیر کی آوازیں ہوتی ہیں!

یہ آوازیں کئی طرح کی ہوتی ہیں جنھیں نکالنے کے لیے کسی ڈھول کو بجانے یا بانسری
میں پھونکنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ سافٹ ویئرز کے ذریعے بنائی جاتی ہیں- دھمک
کی آواز جسے "بِیٹ" کہا جاتا ہے اس کے ساتھ کئی طرح کی آوازیں ملا کر نعت کو ایسی
شکل دی جاتی ہے کہ سننے سے فلمی گانا معلوم ہوتا ہے-

وہ مقدس اشعار جن میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہیں ان
کو گانے کی طرح رِی مِکُس بنانا اور پھر اسے بلند آواز سے جلوس و محافل میں بجانا عشق
رسول ہے یا توہین؟

ایک عام انسان بھی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنی گھٹیا حرکت ہے- اس
بلَا میں ایک اچھی خاصی تعداد مبتلا ہے!

پہلے سے ہی فلمی گانوں کا بھوت بچپن سے پچپن کے سروں پر سوار ہے، یہ کیا کم تھا جو
نعت رسول کی عزت کو پامال کرنے پر اتر آئے!

ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ للہ اس سے توبہ کریں اور رِی مِکُس نعت کا بائیکاٹ کریں-

سنی سے دوستی کریں

کسی سے دوستی کرنا اس سے رشتہ قائم کرنے کے برابر ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ سنی صحیح العقیدہ سے دوستی کریں-

ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، تو تم میں سے ہر ایک کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے-

(سنن ابی داؤد، باب من يؤمر عن يجالس،

ج4، ص407 بہ حوالہ آداب الصحبة و حسن العشرة، اردو، ص17)

کسی کو اپنا دوست بنانے سے پہلے اچھی طرح معلوم کر لیجیے کہ اس کا دین کیا ہے اور عقیدہ کیا ہے ورنہ آپ کو اپنی غلطی کی قیمت اپنا دین دے کر چکانی پڑ سکتی ہے-

سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی سے عرض کیا گیا کہ مرنے کے وقت سے زبان عربی ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا- حضرت سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں سریانی زبان میں سوال ہو گا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں-

(ملفوظات اعلی حضرت, ح4, ص447)

شیخ احمد بن مبارک (م1155ھ) کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ، حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سے) دریافت کیا کہ قبر میں سوالات سریانی زبان میں ہوں گے؟ کیوں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ایک نظم میں یہ شعر موجود ہے:

ومن غریب ما تری العینان

ان سوال القبر بالسریانی

"انسان کے لیے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال و جواب ہوں گے"

اس نظم کے شارح بیان کرتے ہیں کہ امام سیوطی نے اپنی تصنیف "شرح الصدور" میں شیخ الاسلام علم الدین البلقینی کے فتاوی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال جواب ہو گا- امام سیوطی فرماتے ہیں کہ تاہم مجھے کسی حدیث میں یہ بات نہیں مل سکی-

علامہ ابن حجر عسقلانی سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حدیث کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید قبر میں سوال جواب عربی زبان میں ہوگا تاہم یہ ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی مخصوص زبان میں سوال جواب کیا جائے گا اور یہ بات زیادہ معقول محسوس ہوتی ہے۔

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م1131ھ) نے جواب میں فرمایا کہ قبر میں سوال جواب سریانی زبان میں ہوگا کیوں کہ فرشتے اور ارواح یہی زبان بولتے ہیں۔ سوال فرشتے کریں گے اور جواب روح دے گی کیوں کہ جب روح جسم سے نکل جائے تو اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالی جب کسی ولی کو "فتح کبیر" (کا مرتبہ) عطا فرما دے تو وہ باقاعدہ سیکھے بغیر ہی سریانی زبان میں گفتگو کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے کیوں کہ اس وقت اس پر روح کا حکم غالب ہو جاتا ہے، اس لیے (روح کے غلبے کے باعث ہی) مردے کو سریانی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے کوئی الجھن درپیش نہیں ہوگی۔

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سریانی زبان کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ارواح (روحوں) کی زبان سریانی ہے۔ یہ زبان لفظی اعتبار سے بہت مختصر اور معنوی اعتبار سے انتہائی وسیع زبان ہے۔ دوسری کوئی زبان اس خوبی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

شیخ احمد بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: کیا عربی زبان بھی؟

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: عربی زبان بھی اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی البتہ قرآن میں موجود الفاظ کا حکم مختلف ہے۔ اگر عربی زبان میں سریانی کے معانی کو اکٹھا کر لیا جائے اور الفاظ عربی زبان کے ہوں تو یہ سریانی سے بھی زیادہ شیریں اور خوب صورت زبان ہوگی۔

سریانی کے سوا، دنیا کی تمام زبانوں میں اطناب (پھیلاؤ) پایا جاتا ہے- سریانی زبان کے علاوہ ہر زبان میں الفاظ کی ترکیب کے ذریعے جملہ بنتا ہے لیکن سریانی میں حروف کے ذریعے جملہ بنتا ہے- یہی وجہ ہے کہ سریانی زبان کے حروف تہجی کا ایک مخصوص معنی ہے- جب ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملا دیا جائے تو جملہ مکمل ہو جاتا ہے- جس شخص کو سریانی کے حروف کا علم ہو جائے وہ آسانی کے ساتھ سریانی زبان بول یا سمجھ سکتا ہے اور آگے چل کر وہ حروف کے اسرار کی معرفت حاصل کر سکتا ہے- یہ ایک زبردست علم ہے- اللہ تعالی نے لوگوں پر رحمت کرتے ہوئے انھیں اس علم سے محجوب رکھا ہے کیوں کہ اگر وہ اس علم سے آگاہ ہو جائیں تو ان کی ذات میں موجود ظلمت ان کی تباہی کا باعث بن جائے (کیوں کہ وہ اس علم کو منفی طور پر استعمال کریں گے) ہم اللہ تعالی سے سلامتی کے طلب گار ہیں-

جس طرح عود کی لکڑی میں رس (یعنی پانی) موجود ہوتا ہے اسی طرح سریانی زبان دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے کیوں کہ دنیا کی ہر زبان حروف تہجی پر مشتمل ہوتی ہے اور ان حروف تہجی کی وضاحت سریانی زبان میں کی گئی ہے کہ کون سا حرف کس مخصوص مفہوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہے- جیسے عربی زبان میں لفظ "احمد" ہے، سریانی زبان کے اعتبار سے اس لفظ کے پہلے حرف "ا" کا اپنا ایک مخصوص معنی ہے- اسی طرح جب آپ "ح" کو ساکن پڑھیں گے تو اس کا اپنا مخصوص معنی ہو گا- "م" پر زبر اور "د" پر پیش پڑھیں گے تو دونوں الگ الگ مفہوم پر دلالت کریں گے- اسی طرح لفظ "محمد" ہے، یہ کسی شخصیت کا نام ہو سکتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا ہر حرف ایک مخصوص مفہوم پر دلالت کرے گا؛ جیسے عبرانی زبان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "بارقلیط" ہے، اس لفظ کا ہر حرف ایک مخصوص معنی پر دلالت کرتا ہے-

مختصر یہ کہ دنیا کی تمام زبانیں سریانی زبان سے نکلی ہیں اور سریانی دیگر تمام زبانوں کی اصل ہے- دیگر زبانوں کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں جہالت عام ہو گئی جب کہ سریانی میں گفتگو کرنے کے لیے معرفت پہلی شرط ہے تاکہ سامع (سننے والے) کو ہر حرف کے ذریعے اس کے مخصوص مفہوم کا پتہ چل جائے لہذا سریانی زبان ایجاد کرنے والوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ مختصر طور پر ایسی زبان ایجاد کی جائے جس کے حروف تہجی وسیع معنی پر دلالت کر سکیں کیوں کہ مخاطب کو فائدہ اس وقت حاصل ہو گا جب اس کا ذہن آپ کے مطلوبہ معنی کی طرف منتقل ہو گا کیوں کہ بیش تر امور معنی سے متعلق ہوتے ہیں؛ یہاں تک کہ بالفرض اگر یہ ممکن ہوتا کہ آپ الفاظ و حروف کا سہارا لیے بغیر اپنا معنی مخاطب کو منتقل کر سکیں تو کبھی بھی کسی زبان کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی- یہی وجہ ہے کہ صرف اکابر اہل کشف یا ارواح یا فرشتے اس زبان میں گفتگو کرتے ہیں- اگر آپ انھیں یہ زبان بولتے ہوئے سن لیں تو یہ محسوس ہو گا جیسے وہ ایک یا دو حروف میں اپنا مدعا واضح کر دیتے ہیں یا چند الفاظ میں اتنا کچھ بیان کر دیتے ہیں جسے بیان کرنے کے لیے دوسری زبانوں میں کئی رجسٹر درکار ہوں گے-

اب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جب بنی نوع انسان میں جہالت عام ہو گئی تو ان حروف کو دیگر معنوں کی طرف منتقل کر دیا گیا اور ان حروف کی حیثیت مہمل الفاظ کی مانند ہو گئی اور یہ دستور چل نکلا کہ مختلف حروف کو ملا کر، لفظ کی شکل دے کر مفہوم کی وضاحت کی جائے اور پھر ان الفاظ کو جملوں کی شکل میں استعمال کیا جانے لگا- اس طرح ایک بہت عظیم علم مفقود ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ دنیا کی کسی بھی زبان کا کوئی بھی لفظ لے لیں اس کا کوئی ایک حرف سریانی زبان کے محاورے سے ضرور مطابقت رکھتا ہو گا یعنی جو لفظ کسی مخصوص معنی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے، اسی لفظ کا ایک حرف سریانی زبان میں اسی معنی کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہو گا- جیسے عربی زبان میں لفظ "حائط" دیوار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا پہلا حرف

"ح" اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے- عربی زبان میں پانی کے لیے لفظ "ماء" استعمال ہوتا ہے جب کہ سریانی زبان میں اس کے آخر میں آنے والا "ء" پانی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے- عربی زبان میں آسمان کے لیے لفظ "سماء" موجود ہے اور سریانی میں اس کے معنی کے لیے صرف "س" استعمال ہوتا ہے- غرض کہ اگر آپ تحقیق کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر لفظ کا کوئی ایک حرف مخصوص فہم کی ادائیگی کے لیے کافی ہوتا ہے اور بقیہ حروف خواہ مخواہ استعمال کیے جاتے ہیں-

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو اپنی زوجۂ محترمہ اور بچوں کے ساتھ سریانی میں گفتگو کیا کرتے تھے- حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لیکن اس کے بعد تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا اور دیگر بہت سی زبانیں وجود میں آ گئیں- اس میں سب سے پہلے ہندی (سنسکرت) زبان وجود میں آئی اور یہ سریانی زبان سے خاصی قریب ہے- حضرت آدم علیہ السلام سریانی زبان میں اس لیے گفتگو کیا کرتے تھے کیوں کہ اہل جنت کی زبان سریانی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام بھی جنت میں یہی زبان بولا کرتے تھے-

(انظر: الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز)

سوچو پھر بولو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بندہ بعض اوقات ایک ایسی بات کہ دیتا ہے جس کا نقصان نہیں سمجھتا، اور اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اس قدر اتر جاتا ہے جس قدر کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے!

(مسلم، الزھد، ص1219، ر48182۔

و بخاری، الرقاق، ص544، ر6477۔

و ترمذی، الرقاق، ص1885، ر2314 بہ حوالہ امثال صحیح مسلم، ص102)

بنا سوچے سمجھے بولنا ہمارے لیے ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے۔ کسی بھی بات کو بولنے سے پہلے غور و فکر کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایک جملہ ہمیں دوزخ میں ڈال دے!

اللہ تعالی ہمیں فضول باتوں سے بچائے۔

یہ شان علی ہے ذرا سنبھل کر

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے؛ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی-

(مسند احمد، مشکوٰۃ، مرقات و مرآۃ المناجیح)

رافضی اور ان کے چھوٹے بھائی تفضیلی تو اس مرض میں مبتلا ہیں ہی لیکن آج کل خود کو اہل سنت کہنے والے کچھ حضرات بھی اس وائرس کی زد میں ہیں- خود کو محب علی و اہل بیت ثابت کرنے کے چکر میں اہل سنت کے موقف پر ہی فتوے جاری فرما رہے ہیں- تفضیلیت سے بیزاری اور نفرت کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن ان کی خود کی باتوں سے تفضیلیت کی بو آتی ہے-

ابھی مولود کعبہ کے مسئلے پر ہی خود کو "معتبر علماے اہل سنت" کہلانے والے چند حضرات نے یہ زہر اگلا ہے کہ جو حضرت مولا علی کی ولادت خانہ کعبہ میں ہونے کا انکار کرے وہ بغض علی و بغض اہل بیت میں مبتلا ہے اور خاندان رسول کی تنقیص کا پہلو تلاش کر رہا ہے!

ان "معتبر علما" (جو کہ اصل میں ایک مقرر سے زیادہ نہیں) کو چاہیے تھا کہ شاخ کاٹنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ خود کی تشریف کس شاخ پر جمی ہوئی ہے لیکن آؤ دیکھا نہ تاؤ فائرنگ شروع کر دی اور انجام یہ ہوا کہ سرین زمین پر آ گری- انھیں چاہیے تھا کہ اس تحقیقی مسئلے میں ٹانگ نہ اڑائیں کیوں کہ کہتے ہیں "جس کا کام اسی کو ساجے" لیکن دل ہے کہ کبھی کبھی ذلیل کروا کر ہی چھوڑتا ہے-

اگر ان کی یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ "جو حضرت علی کو مولود کعبہ نہ مانے وہ بغض...... الخ" تو پھر سیکڑوں اکابرین اہل سنت کو دشمن اہل بیت قرار دینا ہوگا جن میں امام جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام شمس الدین محمد، امام محمد بن علی شافعی، امام شہاب الدین خفاجی، علامہ حسین دیار بکری، امام بہاؤالدین مکی، علامہ حلبی، امام ابن عساکر، علامہ جمال الدین افریقی وغیرہ سمیت دیگر کئی علما شامل ہیں!

اگر زیادہ دور نہ جائیں تو صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین احمد امجدی، حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہم الرحمہ پر بغض اہل بیت کا فتوی لگا کر دکھائیں (جو انجانے میں آپ لگا بھی چکے ہیں) تاکہ آپ کو محب اہل بیت کا ایوارڈ دیا جا سکے۔

اہل سنت و جماعت، اعتدال پسند ہے لہذا اپنی شدت پسندی کو اس میں شامل کرنے اور اس پر محبت اہل بیت کا لیبل لگا کر دوسروں پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں؛ یہ ہماری گزارش ہے اور اسی میں آپ کی سلامتی بھی ہے ورنہ جب گرفت ہوگی تو کئی ہاتھ زد میں آئیں گے۔

شفاعت

روز قیامت جب تمام انبیاے کرام فرمائیں گے کہ:

اذھبوا الی غیری

(تم کسی اور کے پاس جاؤ)

اس وقت ہمارے آقا محمد ﷺ فرمائیں گے:

انا لھا (میں شفاعت کے لیے ہوں)

(1) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، 684/2

(2) صحیح مسلم، کتاب الایمان، 111/1

(3) مسند امام احمد بن حنبل، 435/2

(4) سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، 196/4

(5) المواھب اللدنیة، 446/4

(6) صحیح بخاری، کتاب التوحید، 1101/2

(7) صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعة، 108/1

(8) سنن ابن ماجہ، 329

(9) سنن ترمذی، ابواب التفسیر، 3159

(10) سنن ترمذی، ابواب المناقب، 154/5

(11) الخصائص الکبری، 218/2

(12) مسند احمد بن حنبل، عن ابی بکر الصدیق، 5/1

(13) موارد الظامان، 642

(14) مسند ابی یعلی، 59/1

(15) کنز العمال بہ حوالہ البزار، 268/14

(16) مسند احمد بن حنبل، عن عبداللہ بن عباس، 281/1

(17) مسند ابی یعلی، عن عبداللّٰہ بن عباس، 5/3

(18) المعجم الکبیر، 248/6

(19) السنۃ لابن ابی عاصم، 190

(20) المصنف لابن ابی شیبہ، 312/6

(ملخصاً: ضیاء الدین المتین فی تسهیل تجلی الیقین)

کہیں گے اور نبی اذھبوا الی غیری
میرے حضور کے لب پر انا لھا ہو گا

صحابہ اور حضور کے نعلین

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے حضور ﷺ کی محبت میں جو کارنامے انجام دیے ہیں ان کو آئینہ بنا کر دیکھا جائے تو ہم بھی اپنے کردار کو آسانی سے سنوار سکتے ہیں- صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اپنے نبی سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت تھی-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم ﷺ کے نعلین کو اپنے پاس رکھا کرتے تھے- جب نبی کریم ﷺ مجلس برخاست فرماتے تو آپ حضور ﷺ کو نعلین پہنایا کرتے تھے اور جب اتارتے تو آپ نعلین کو جھاڑ کر اپنی آستین میں رکھ لیا کرتے تھے اور تا قیام ثانی اپنے پاس ہی رکھتے-

(ملخصاً: جواہر البحار فی فضائل النبی المختار،
ج1، ص41، 42، ط ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، س2013)

صحابہ جنتی

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے (یعنی میرے صحابہ) کو دیکھا۔

(جامع ترمذی, باب ماجاء فی فضل راٰئ النبی ﷺ و صحبہ, اردو, ج3, ص873, ر3793)

حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ جنتی ہیں، اب چاہے وہ حضرت مولا علی ہوں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہما.....،
جو جاہل مجاور حضرت امیر معاویہ کو معاذ اللہ جہنمی کہتے ہیں وہ در اصل اپنے لیے دوزخ میں گھر بنا رہے ہیں۔

صحابہ کو برا مت کہیے

امام بخاری علیہ الرحمہ (متوفی256ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار سے زیادہ اہل علم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے جن میں حجاز مقدس، مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، واسط، بغداد، شام، مصر اور الجزیرہ کے بزرگ بھی ہیں، اور ان سے صرف ایک بار ہی نہیں چھیالیس سال سے زائد عرصہ میں کئی مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا مگر میں نے ان میں سے کوئی ایک بزرگ بھی ایسے نہیں دیکھے جو صحابہ کرام کی برائی کرتے ہوں۔

(ملتقطاً: شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة،

ج1، 164، رقم320، ط مکتب دار البصیرة مصر۔

و من ھو معاو یہ، ص16)

ضعیف روایات فضائل میں مقبول ہیں لیکن

جب ہم کسی روایت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ سخت ضعیف ہے یا موضوع ہے تو واعظین و خطبا کی طرف سے فوراً جواب دیا جاتا ہے کہ "فضائل میں یہ سب چلتا ہے" اور اس کے بعد ہم کچھ کہیں تو ہماری سنیت پر ہی حملہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا اسید الحق قادری بدایونی لکھتے ہیں کہ ہمارے مقررین نے اصول حدیث کا یہ ایک قاعدہ کہیں سے سن لیا ہے کہ "فضائل میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے" اور اس قاعدے کے بے محل استعمال سے موضوع اور غیر معتبر روایات کے لیے اتنا بڑا دروازہ کھل گیا کہ ہر قسم کی روایتیں اس قاعدے کی دہائی دے کر بیان کی جانے لگیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ درست ہے لیکن اس قاعدے کے اطلاق کا بھی ایک دائرہ ہے اور اس کے استعمال کے کچھ شرائط ہیں جن کو ائمہ و علما نے بیان کر دیا ہے لیکن جب یہ قاعدہ کم علم مقررین کے ہتھے چڑھا تو اس کا نتیجہ ضعیف پھر ضعیف شدید پھر منکر اور آخر میں موضوع روایات کی قبولیت کی صورت میں نکلا۔

(مزید لکھتے ہیں کہ) جو احادیث واقعی قابل رد تھیں ہم نے ان کو بھی قبول کر لیا!

(انظر: نقد و نظر، ص11، ملخصاً)

بات بات پر اس قاعدے کی رٹ لگانے والے ذرا ہوش کے ناخن لیں اور ہر روایت کو فضائل میں زبردستی دھکیلنے کا کام نہ کریں۔

طوبی

جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے- اس درخت کے بارے میں ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

درختِ طوبیٰ، اخروٹ کے درخت کے مشابہ ہے-
ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! اس کی جڑ کتنی بڑی ہے؟
آپ نے فرمایا: اگر تم اونٹ پر سوار ہو تو وہ اونٹ چلتے چلتے بوڑھا ہو جائے اور تم اس کی جڑ کا احاطہ نہیں کر سکو گے!

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ طوبیٰ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں جنت کے ہر گھر میں ہیں اور اس درخت پر خوب صورت پھل ہیں اور ہر حسین پرندہ اس درخت پر بیٹھا ہے-

(عمدۃ القاری، ج5، ص216 بہ حوالہ نعم الباری فی شرح صحیح البخاری)

عاشق کی زکوۃ

حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمہ سے کسی نے زکوۃ کا نساب پوچھا- آپ نے فرمایا
کہ فقہ کا مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟
اس بندے نے کہا کہ دونوں طرح سے ارشاد فرما دیں-
آپ نے فرمایا کہ شریعت کی زکوۃ اڑھائی فی صد ہے جب کہ عشق کی زکوۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے-

اس بندے نے کہا کہ عشق کی زکوۃ کی کیا دلیل ہے؟
آپ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا نذرانے کے طور پر پیش کر دی-

(مکتوبات یحییٰ منیری، ص34 بہ حوالہ ضرب حیدری، ص51)

توتو ہے عبد مصطفی

راستے سے گزر رہا تھا کہ ایک طرف سے اسپیکر پر نعت پڑھنے کی آواز آئی؛
پڑھنے والا اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کا یہ شعر پڑھ رہا تھا:

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عَبدِ مصطفٰی

تیرے لیے اَمان ہے تیرے لیے اَمان ہے

سنتے ہی دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئ- کبھی نگاہوں کے سامنے حشر کی پریشانیوں کا منظر آتا تو کبھی یہ شعر.....، جب گناہوں کی یاد آتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہوں پھر یہ شعر ڈھارس باندھتا ہے-
اس شعر میں اعلی حضرت خود کو کہتے ہیں کہ اے رضا تو کیوں گھبرا رہا ہے اور قیامت کی ہولناکیوں سے ڈر رہا ہے؟ تجھے ذرہ برابر بھی فکر نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ تو کسی معمولی در کا نوکر نہیں بلکہ گدائے در مصطفی ﷺ ہے اور جو اس در کے غلام ہوتے ہیں ان کے لیے امن ہی امن ہے-

مجھے کیا ہے کون ہے کس کا گدا
بس عبد مصطفی رہوں میں سدا

عشق کرنا اور عشق ہونا

ایک ہوتا ہے اتفاقاً کسی پر پہلی نظر پڑتے ہی اس سے پیار ہو جانا اور ایک ہوتا ہے کہ ہم پہلے سے یہ سوچ کر نکلیں کہ ہمیں کسی پر اپنی نظر کو اٹکانا ہے اور کسی سے پیار کرنا ہی ہے- اِن دونوں میں بہت فرق ہے- آج کل جو عشقِ مجازی کا بازار گرم ہے وہ اِسی دوسری قسم کا ہے کہ ہمیں ایک محبوبہ یا ایک عاشق کی تلاش ہے-

جس طرح انسان کی زندگی میں دیگر کئ مقاصد ہوتے ہیں کہ دولت کمانی ہے، شہرت حاصل کرنی ہے، ڈاکٹر، انجینئر بننا ہے ٹھیک اِسی طرح کئ لوگوں نے اسے بھی زندگی کا ایک مقصد بنا لیا ہے کہ ہمیں ایک محبوب تلاش کرنا ہے پھر اسے اپنے دل کی بات بتانی ہے، اس سے باتیں کرنی ہیں، ملاقات کے لیے تڑپنا ہے اور دیگر معاملات کرنے ہیں جو عشق مجازی میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں-

ایسی فکر لوگوں کے اندر پیدا کرنے میں فلموں، ڈراموں اور بیہودہ گانوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے- یہی وہ چیزیں ہیں جنھوں نے لوگوں کا بالخصوص نوجوانوں کا دماغ بھرشٹ کر رکھا ہے- ابھی تو حال یہ ہے کہ جس نے جوانی کی دہلیز پر قدم بھی نہیں رکھا وہ بھی عشق مجازی میں دھوکا کھا کر بیٹھا ہے-

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد اس بلا سے محفوظ رہے تو ان پر دھیان دیں- صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ اس نے کھانا کھایا یا نہیں، اسکول گیا یا نہیں، نہایا یا نہیں
بلکہ یہ دیکھیں کہ وہ کس راستے پر ہے؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ جل جائے باغ ارماں اور کانوں کو خبر تک نہ ہو!

علم کولکھ کر قید کیجیے

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ علم کو لکھ کر قید کر لو-

(نوادر الاصول، 265/1)

جب بھی کوئی ایسی بات معلوم ہو جسے آپ اپنی یادداشت میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو چاہیے کہ اسے لکھ لیں- ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریقہ تھا کہ اہم باتوں کو لکھ لیا کرتے تھے-

حضرت سیدنا خلیل بن احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ سنا، لکھ لیا، جو کچھ لکھا وہ یاد کر لیا، جو کچھ یاد کیا اس سے فائدہ اٹھایا ہے-

(جامع بیان العلم و فضلہ، ص108)

علما انبیا کے وارث ہیں

قرآن و احادیث میں متعدد مقامات پر علماے حق کی عظمت و اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہیں علما کی تعظیم کو اللہ و رسول کی تعظیم قرار دیا گیا ہے تو کہیں علما کا ذکر فرشتوں کے ساتھ کیا گیا ہے! علما کی شان و شوکت کا کیا کہنا کہ خود آمنہ کے لال، رسول بے مثال، نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنا اور انبیاے کرام کا وارث بنایا ہے۔

حدیث پاک میں ارشادِ نبوی ہے:

ان العلماء ورثة الانبياء

ترجمہ: بے شک علما انبیا کے وارث ہیں۔

(ملتقطاً: سنن ابی داؤد، ج2، کتاب العلم، ح3641۔

و ابن ماجہ، ج1، ح223)

اس روایت کو پڑھ کر بعض لوگوں کو شبہ ہو سکتا ہے کہ یہاں علما سے کون مراد ہیں؟ کیا اس سے صرف اولیاے دین مراد ہیں یا ہر عالم دین؟ اس ضمن میں ہم فتاوی رضویہ سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں؛ ملاحظہ فرمائیں:

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ سے دو لوگوں کے متعلق سوال ہوا جن میں سے زید کا کہنا ہے کہ "علما انبیا کے وارث ہیں" میں علماے شریعت و طریقت دونوں داخل ہیں اور جو شریعت و طریقت کا جامع ہے وہ وراثت کے عظیم مرتبے پر فائز ہے جب کہ (دوسرے شخص) عمرہ کا بیان ہے کہ شریعت تو بس نام ہے چند فرائض و واجبات و سنن و مستحبات و چند مسائل حلال و حرام کا اور طریقت نام ہے وصول الی اللہ (اللہ کا قرب حاصل کرنے) کا اور اس میں حقیقت نماز وغیرہ منکشف ہوتی ہے۔ طریقت بحر ناپیدا کنار (بنا کنارے کا سمندر) ہے اور دریاے ذخار (موجیں مارتا ہوا دریا) ہے اور وہ اس دریا کے مقابلے میں

ایک قطرہ ہے- وراثت انبیا کا یہی وصول الی اللہ مقصود و منشا اور یہی شان رسالت و نبوت کا تقاضا ہے، اسی کے لیے وہ مبعوث ہوئے- ظاہری علما کسی طرح اس وراثت کے قابل نہیں اور نہ وہ علماے ربانی ہیں.... الخ

اعلی حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زید کا قول حق و صحیح اور عمرہ کا زعمِ باطل و قبیح و الحاد صریح ہے-

(عمرہ کے بیان کا رد کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ) شریعت صرف چند احکام کا ہی نام نہیں بلکہ تمام احکام جسم و جان و روح و قلب و جملہ علوم الہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے- (مزید لکھتے ہیں کہ) طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے وہ شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے-

حضور اقدس ﷺ نے عمر بھر جس راستے کی طرف بلایا تو اس کا خادم، اس کا حامی اور اس کا عالم کیوں کر ان کا وارث نہ ہوگا؟ ہم پوچھتے ہیں اگر بالفرض شریعت صرف چند احکام ہی کے علم کا نام ہو تو یہ علم رسول اللہ ﷺ سے ہے یا کسی اور سے؟ اسلام کا دعوی کرنے والا ضرور کہے گا کہ یہ علم حضور ہی سے ہے، پھر اس کا عالم حضور ﷺ کا وارث نہ ہوا تو کس کا ہوگا؟ علم ان کا ترکہ ہے پھر اسے پانے والا اس ان کا وارث نہ ہو اس کے کیا معنی؟

اگر یہ کہے کہ علم تو ضرور ان کا ہے مگر دوسرا حصہ یعنی علم باطن اس نے نہ پایا لہذا وارث نہ ٹھہرا تو اے جاہل! کیا وارث کے لیے یہ ضروری ہے کہ مورث کا کل مال پائے؟ یوں تو عالَم میں کوئی صدیق ان کا وارث نہ ٹھہرے گا اور ارشاد اقدس "علما انبیا کے وارث ہیں" غلط بن کر محال ہو جائے گا کہ ان کا کل علم تو کسی کو مل ہی نہیں سکتا-

(ملتقطاً و ملخصاً: مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء۔
یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی 26 ویں جلد میں موجود ہے)

مذکورہ اقتباس سے کے مطالعے سے یہ خلجان دور ہو جانا چاہیے کہ انبیا کے وارث کون سے علما ہیں۔

علما کا احترام اللہ و رسول کا احترام ہے

فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے:

اکرموا العلماء فانهم ورثة الانبياء فمن اکرمهم فقد اکرم الله و رسوله

(کنز العمال، ج10، ص78)

ترجمہ: عالموں کی عزت کرو اس لیے کہ وہ انبیا کے وارث ہیں۔ جس نے ان کی عزت کی تحقیق اس نے اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی عزت کی۔

(انظر: فضائل علم و علما، ص65)

اس روایت میں علما کے احترام کو اللہ و رسول کا احترام قرار دیا گیا ہے!
اب جو لوگ علما کی توہین کرتے ہیں وہ ذرا غور کریں کہ کیا کرتے ہیں۔

علی دا چوتھا نمبر

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنھما سے افضل کہے، میں اس بہتان لگانے والے کو بہتان کی حد (یعنی 80 کوڑے) لگاؤں گا-

(1) فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، ج1، ص294، ر387

(2) السنة لعبد اللہ بن احمد بن حنبل، ج2، ص562، ر1312

(3) المؤتلف والمختلف للدارقطنی، ج2، ص807

(4) السنة الابن ابی عاصم، جلد2، صفحہ نمبر575، رقم1219-

(5) الاعتقاد والھدایة علی سبیل الرشاد علی
مذھب السلف واصحاب الحدیث للبیھقی، ص358

(6) الکفایة فی علم الروایة للخطیب، ص376

(7) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبدالبر، ص434، ر1490

(8) مختصر تاریخ دمشق لابن منظور، ج19، ص20

(9) الریاض النضرة فی مناقب العشرة، ج1، ص90

(10) الصواعق المحرقة علی اھل الرفض والضلال والزندقة، ج1، ص177

(11) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، ج29، ص367

(12) مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین لامام احمد رضا، ص143

(13) مسند امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقوالہ علی ابواب العلم لابن کثیر، ج2، ص523

(ماخوذ من مولود کعبہ کون)

کیا حضور غوث پاک اور سرکار غریب نواز کی ملاقات ہوئی؟

چند غیر معتبر کتابوں میں اس طرح کے واقعات درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور غوث اعظم اور سرکار غریب نواز اجمیری علیہم الرحمہ کی ملاقات ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کی ملاقات ثابت نہیں- اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس پر سارے مؤرخین کا اتفاق ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال 561ھ میں ہوا ہے، اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت 537ھ میں ہوئی اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت غریب نواز نے 15 سال کی عمر سے علم ظاہری کے حصول کے لیے سفر کیا- ایک مدت تک آپ سمرقند و بخارا میں علم حاصل کرتے رہے- علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مرشد کی تلاش میں نکلے پھر بیس سال تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے- بیس سال کے بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے پھر مدینۂ منورہ میں حاضر ہوئے اور سرکار اعظم ﷺ نے ہندستان کی ولایت عطا فرمائی-

اب حساب لگائیں کہ 15 سال کی عمر تک حضرت غریب نواز اپنے وطن میں رہے اور بیس سال تک علم ظاہر طلب فرماتے رہے تو یہ (15+20) 35 سال ہو گئے- 537ھ میں ولادت ہوئی، 35 سال تک علم ظاہر کی طلب میں رہے (537+35) یعنی 572ھ میں آپ نے عراق کا رخ کیا جب کہ سرکار غوث اعظم کا وصال 561ھ میں ہو چکا تھا یعنی حضرت خواجہ اجمیری نے جب عراق کا رخ کیا اس سے 11 سال پہلے حضور غوث پاک کا وصال ہو چکا تھا پھر ملاقات کیسے ہوئی؟

(ملخصاً و ملتقطاً: فتاوی شارح بخاری،

ج2، ص128 تا 131، ط دائرۃ البرکات گھوسی، س1433ھ)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سرکار غوث اعظم اور سرکار غریب نواز اجمیری علیہم الرحمہ کی ملاقات ثابت نہیں-

غوث اعظم اور حق گوئی

علامہ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ خلفا، وزرا، سلاطین اور عوام و خواص سب کو نیکی کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع فرماتے اور بڑی صاف گوئی اور جرات کے ساتھ ان کو بھرے مجمعے میں اور بر سر ممبر علی الاعلان ٹوک دیتے تھے اور اللہ تعالی کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی آپ کو پروا نہ ہوتی تھی، انتہائی بے باک، حق گو تھے۔

(انظر: قلائد الجواہر، ص8، طبع بمطبعۃ عبد الحمید احمد حنفی بمصر)

حضور غوث پاک اور دھوبی کا جھوٹا واقعہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کا ایک دھوبی تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو قبر میں فرشتوں نے اس سے سوال کیے جیسا کہ سب سے کرتے ہیں- اس نے ہر سوال کے جواب میں کہا کہ "میں غوث پاک کا دھوبی ہوں" اور اسے بخش دیا گیا-

اس روایت کے متعلق فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت بے اصل ہے- اس کا بیان کرنا درست نہیں لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ اس روایت کے نہ بیان کرنے کا عہد کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے-

(انظر: فتاوی فقیہ ملت، کتاب الشتی، ج2، ص411،
ط شبیر برادرز لاہور، س2005ء)

شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ حکایت نہ مَیں نے کسی کتاب میں دیکھی ہے اور نہ کسی سے سنی ہے- احادیث میں تصریح ہے کہ اگر (مرنے والا) مومن ہوتا ہے تو قبر کے تینوں بنیادی سوالوں کا جواب دے دیتا ہے، منافق یا کافر ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ہاے ہاے میں نہیں جانتا لہذا یہ روایت حدیث کے خلاف ہے مگر یہ بات حق ہے کہ حضرات اولیاے کرام، ائمۂ دین، بزرگان دین اپنے مریدین، معتقدین اور متعلقین کی قبروں میں نکیرین کے سوالات کے وقت تشریف لاتے ہیں اور جواب میں آسانی پیدا کرتے ہیں-

(ملخصاً و ملتقطاً: فتاویٰ شارح بخاری، کتاب العقائد، ج2، ص125، ط دائرۃ البرکات گھوسی، س1433ھ)

مفتی اعظم ہالینڈ، حضرت علامہ مفتی عبد الواجد قادری رحمہ اللہ مذکورہ روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ غالباً یہی واقعہ یا اس کے مثل "تفریح الخاطر" میں ہے لیکن اس کے بیان میں تحقیق ضروری ہے- یوں ہی مبہم طور پر بلا توضیح کے بیان کرنا خلاف احتیاط ہے جس سے بچنا ضروری ہے-

(انظر: فتاویٰ یورپ، کتاب الصلوٰۃ، ص220)

حضرت مولانا محمد اجمل عطاری صاحب اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فقیہ ملت کا قول بیان کرتے ہیں کہ روایت مذکورہ بے اصل ہے- اس کا بیان کرنا درست نہیں لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے.... الخ

(انظر: امام الاولیاء، ص70، ط مکتبہ اعلی حضرت لاہور، س1433ھ)



Facebook/OfficialAbdeMustafa
WhatsApp/+919102520764
Telegram/@AbdeMustafa
Telegram Channel/abdemustafaofficial
Telegram Library/abdemustafalibrary
Instagram@Abde_mustafa_official
Blog : Abdemustafaofficial.blogspot.com
Email : Abdemustafa78692@gmail.com
Twitter/AbdeMustafa92

Zameen Ke Upar Kaam, Zameen Ke Neeche Aaram